عورتوں کے حقوق: (اسلامی تعلیمات کی روشنی میں)

Rights of Women
(in the light of Islamic Teachings)

ڈاکٹر حافظ محمد بادشاہ *

ABSTRACT

Before the advent of Islam, women were living in worst conditions during the Era of Ignorance. Daughters were buried alive. Women were openly sold in the market. A woman was just a source of enjoyment for males and nothing else. She had no basic rights. Even she had no share in inheritance.

In human history, it is Islam that for the first time gave due respect to woman by providing her basic rights and proper status. Islam believes in equality of men and women – 'Equality' does not mean 'to become identical'.

Women's rights in Islam pertain to Spiritual, Economic, Educational and Legal Rights. A woman can adopt any profession, she wants. Thus, she has got full freedom to live a happy and peaceful life.

Unfortunately, there are many people who believe that because Islam gives men the right of having authority over their wives, therefore, men are superior to women and that men have priority over women in all matters. The fact is that according to Islamic teachings, men are not superior to women; and so women are not superior to men. There is no gender discrimination in Islam. Allah Almighty states very clearly in the Holy Quran that superior in His eyes are only those who have more taqwa (fear of Almighty Allah).

Keywords: Women's rights, Spiritual rights, gender discrimination

---

* لیکچرار، شعبہ عربی، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگو یجز، اسلام آباد

اسلام میں خواتین کے موضوع پر غور کرنے سے پہلے اس نکتہ کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے کہ اسلام نے ان افکار کا مظاہرہ اس وقت کیا ہے جب باپ اپنی بیٹی کو زندہ دفن کر دیتا تھا اوراس جلادیت کو اپنے لیے باعث عزت وشرافت تصور کرتا تھا۔ عورت دنیا کے ہر سماج میں انتہائی بے قیمت مخلوق تھی، لوگ نہایت آزادی سے عورت کا لین دین کیا کرتے تھے اوراس کی رائے کی کوئی قیمت نہیں تھی۔ حدیہ تھی کہ یونان کے فلاسفہ اس نکتہ پر بحث کررہے تھے کہ اسے انسانوں کی ایک قسم قرار دیا جائے یا یہ ایک ایسی انسان نما مخلوق ہے جسے اس شکل وصورت میں انسان کے انس والفت کے لیے پیدا کیا گیا ہے، تاکہ وہ اس سے ہر قسم کا استفادہ کرسکے۔ وگرنہ اس کا انسانیت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

دنیا کی کسی بھی مذہبی کتاب میں عورتوں کے نام سے کوئی باب موجود نہیں، لیکن قرآن وہ واحد آسمانی کتاب ہے جس میں عورتوں کے نام (النساء) کی ایک مکمل سورت موجود ہے۔

اسلام نے عورت کو کیا حقوق عطا کئے ہیں؟ اور اس پر کون سی اخلاقی وتمدنی پابندیاں عائد کی ہیں؟ جن کی بنا پر وہ معاشرے میں معزز رہتے ہوئے اپنی عزت وناموس کی حفاظت کرسکتی ہے، اور نوخیز نسلوں کی بہتر سے بہتر تربیت کرتے ہوئے ایک صالح معاشرہ کو پروان چڑھا سکتی ہو۔

عورتوں کے حقوق بارے اسلامی نقطہ نظر بیان کرنے سے پہلے عورتوں سے ماضی میں اور غیر مسلم دنیا میں کیسا برتاؤ کیا جاتا رہا؟ ان کے بارے میں جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔

تاریخی ادوار میں عورت کی حیثیت

حالات کی ستم ظریفی یہ ہے کہ پوری تاریخ میں ہمیشہ عورت ظلم کی چکی میں پسی ہے اور اس کی بنیادی وجہ یہ رہی کہ عورت کی قدر و منزلت اور مقام و اہمیت کو نہیں سمجھا گیا۔ اگر ہم تاریخ پر نظر دوڑائیں، تو پتہ چلتا ہے کہ ہمیں عرب ما قبل الاسلام اور یونانیوں اور رومیوں کی تاریخ کسی قدر مفصل اور مستند ملتی ہے۔

یونانیوں اور رومیوں نے تہذیب وتمدن اور علوم وفنون میں اس قدر ترقی کی کہ اس کی بنیاد پر بہت سی تہذیبیں اور بہت سے علوم وجود میں آئے۔ لیکن ان کے ہاں عورت کا مقام بہت ہی پست تھا۔ وہ عورت کو انسانیت پر بار سمجھتے تھے۔ اس کا مقصد ان کے نزدیک سوائے اس کے کچھ نہیں تھا کہ نوکرانی کی طرح گھر والوں کی خدمت کرتی رہے۔

اہل یونان اپنی معقولیت پسندی کے باوجود عورت کے بارے میں ایسے ایسے تصورات رکھتے تھے جن کو سن کر ہنسی آتی ہے۔ لیکن ان سے اس بات کے سمجھنے میں مدد ملتی ہے کہ ان کی نگاہ میں عورت کی کیا قدر وقیمت تھی؟ اور اپنے درمیان اس کو کیا حیثیت دیتے تھے؟

سید جلال الدین اپنے کتاب عورت اور اسلامی معاشرہ میں یونانی دور کے عورت کے بارے میں لکھتے ہیں:

"آگ سے جل جانے اور سانپ کے ڈسنے کا علاج ممکن ہے، لیکن عورت کے شر کا مداوا محال ہے ۔ پنڈورا نامی ایک عورت کی بابت ان کا عام اعتقاد تھا کہ وہی دنیوی آفات ومصائب کی جڑ ہے۔ ایک یونانی ادیب کہتا ہے: دو مواقع پر عورت' مرد کے لیے باعث مسرت ہوتی ہے۔ ایک تو شادی کے دن، دوسرے اس کے انتقال کے دن۔ "(۱)

تاریخ اخلاق یورپ کے مصنف' رومی عورت کے احوال بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"عورت کا مرتبہ رومی قانون نے ایک عرصہ دراز تک نہایت پست رکھا، افسر خاندان جو باپ ہوتا یا شوہر، اسے اپنے بیوی بچوں پر پورا اختیار حاصل تھا اور وہ عورت کو جب چاہے گھر سے نکال سکتا تھا۔ جہیز یا دلہن کے والد کو نذرانہ دینے کی رسم کچھ بھی نہ تھی اور باپ کو اس قدر اختیار حاصل تھا کہ جہاں چاہے اپنی لڑکی کو بیاہ دے، بلکہ بعض دفعہ تو وہ کی کرائی شادی کو توڑ سکتا تھا۔ زمانہ مابعد یعنی دور تاریخی میں یہ حق باپ کی طرف سے شوہر کی طرف منتقل ہو گیا، اور اب اس کے اختیارات یہاں تک وسیع ہو گئے کہ وہ چاہے تو بیوی کو قتل کر سکتا تھا" (۲)

زمانہ قبل از اسلام کے اہل عرب عورت کے وجود کو موجب ذلت وعار سمجھتے تھے۔ لڑکی کی پیدائش ان کے لیے غم واندوہ کا پیام تھی۔ وہ نرینہ اولاد پر اتراتے اور فخر کرتے، لیکن لڑکیوں کا وجود ان کے سر شرمندگی سے جھکا دیتا تھا۔ قرآن مجید نے ان کے ان جذبات کی کتنی صحیح تصویر کشی کی ہے:

﴿ وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُم بِٱلْأُنثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُۥ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ۝٥٨ يَتَوَٰرَىٰ مِنَ ٱلْقَوْمِ مِن سُوٓءِ مَا بُشِّرَ بِهِۦٓ ۚ أَيُمْسِكُهُۥ عَلَىٰ هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُۥ فِى ٱلتُّرَابِ ﴾ (۳)

(اور جب خوشخبری ملے ان میں کسی کو بیٹی کی سارے دن رہے منہ اس کا سیاہ اور جی میں گھٹتا رہے، چھپتا پھرے لوگوں سے مارے بُرائی اس خوشخبری کے جو سنی اس کو رہنے دے ذلت قبول کرکے یا اس کو داب دے مٹی میں)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((وَاللَّهِ إِنْ كُنَّا فِي الجَاهِلِيَّةِ مَا نَعُدُّ لِلنِّسَاءِ أَمْرًا، حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِنَّ مَا أَنْزَلَ، وَقَسَمَ لَهُنَّ مَا قَسَمَ)) (۴)

(بخدا ہم دور جاہلیت میں عورتوں کو کوئی حیثیت ہی نہیں دیتے تھے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں اپنی ہدایات نازل کیں اور ان کے لیے جو کچھ حصہ مقرر کرنا تھا' مقرر کیا)۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"عورت سے نفرت اور بیزاری اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ ایک شخص کے گھر لڑکی پیدا ہوئی تو اس نے اس گھر ہی کو منحوس سمجھ کر چھوڑ دیا۔"(۵)

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قیس بن عاصم نے زمانۂ جاہلیت میں آٹھ دس لڑکیاں دفن کی تھیں (۶)۔

علامہ ابو بکر جصاص رحمۃ اللہ علیہ احکام القرآن میں لکھتے ہیں:

"وَقَدْ كَانَ نِكَاحُ امرَأَةِ الأَبِ مُسْتَفِيضًا شَائِعاً فِي الجَاهِلِية"(۷)

(سوتیلی ماں سے نکاح جاہلیت میں عام تھا۔)

دور جاہلیت میں عورت کو وراثت میں کوئی حصہ نہیں ملتا تھا، اور جب اسلام نے وراثت میں عورت کا حصہ متعین کیا تو اہل عرب کو بڑا تعجب ہوا اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا عورت آدھی میراث کی حق دار ہے جو نہ گھوڑے پر سوار ہو سکتی ہے نہ دفاع کر سکتی ہے (۸)۔

سید جلال الدین اپنے کتاب عورت اسلامی معاشرہ میں یورپ میں عورت کے احوال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"نان ونفقہ کا کوئی مناسب قانون نہیں تھا اور نہ عورت کو مرد کے خلاف مقدمہ دائر کرنے کا حق تھا۔ مرد چاہتا تو عورت کو حقِ وراثت سے محروم کر سکتا تھا۔ لیکن بیوی کی جائیداد کا وہ جائز حقدار سمجھا جاتا تھا۔ عورت کسی قسم کا بھی معاملہ کرنے میں آزاد نہیں تھی۔ وہ اپنے اختیار سے کوئی معاہدہ نہیں کر سکتی تھی، حتی کہ اس کو اس کی بھی اجازت نہیں تھی کہ خود کما کر اپنی ذات پر خرچ کرے اور اپنی پسند سے شادی کرے۔"(۹)

سید جلال الدین "محکومیت نسواں" کتاب سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"دینِ مسیح کے پھیلنے سے پیشتر مرد مالک الکل کی حیثیت رکھتا تھا۔ عورت کے مقابلہ میں مرد کے لیے نہ کوئی تعزیر تھی نہ کوئی قانون مرد جب چاہتا عورت کو چھوڑ دیتا لیکن عورت کو کسی حالت میں مرد سے علیحدگی کا اختیار نہ تھا۔ انگلستان کے پرانے قوانین میں مرد کو عورت کا مالک کہا جاتا ہے بلکہ حقیقتاً وہ اس کا بادشاہ مانا جاتا تھا۔یہاں تک کہ شوہر کے قتل کا اقدام قانونی اصطلاح میں بغاوت ادنیٰ کہلاتا تھا اور عورت اس کا ارتکاب کرے تو اس کی پاداش میں اس کو جلا دینے کا حکم تھا جو بغاوت کی سزا سے بھی زیادہ ہے۔ اور انگریزی قوانین میں بہت سے معاملات ایسے تھے جن میں عورت گویا مرد کی زر خرید مانی جاتی تھیں۔"(۱۰)

سینٹ پال اپنے ایک خط میں لکھتا ہے:

"عورت کو چپ چاپ کمال تابعداری سے سیکھنا چاہئے اور میں اجازت نہیں دیتا کہ عورت سکھائے یا مرد پر حکم چلائے بلکہ چپ چاپ رہے۔ کیونکہ پہلے آدم بنایا گیا اس کے بعد حوّا، اور آدم نے فریب نہیں کھایا بلکہ عورت فریب کھا کر گناہ میں پڑ گئی۔" (۱۱)

قدیم ہندوستانی قوانین تو یہاں تک کہتے ہیں کہ وبائیں اور موت، جہنم اور آگ اور سانپوں کا زہر عورت سے بہتر ہے، اور اسے زندہ رہنے کا حق صرف خاوند کے ساتھ ہی تھا اگر خاوند مر جائے تو اسے آگ میں جلا دیا جاتا اور عورت بھی اس کے ساتھ ہی زندہ جل مرتی۔ اور اگر وہ خاوند کے ساتھ نہ جلتی تو اسے لعن طعن کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ بلکہ ہندوستان کے بعض علاقوں میں تو ابھی تک یہ موجود ہے(۱۲)۔

ہندوستان کے مشہور مقنن منوراج نے عورت کے بارے میں کہا ہے:

"عورت لڑکپن میں اپنے باپ کے اختیار میں رہے اور جوانی میں شوہر کے اختیار میں اور بیوہ ہونے کے بعد اپنے بیٹوں کے اختیار میں رہے، خود مختار ہو کر کبھی نہ رہے۔"(۱۳)

منوراج ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

"عورت کے لیے قربانی اور برت کرنا گناہ ہے، صرف شوہر کی خدمت کرنا چاہیے عورت کو چاہیے کہ اپنے شوہر کے مرنے کے بعد دوسرے شوہر کا نام بھی نہ لیوے، کم خوراکی کے ساتھ اپنی زندگی کے دن پورے کرے۔"(۱۴)

عورت اسلام کے آئینے میں

بحیثیت مسلمان ہمیں معلوم ہونا چاہئے کہ اسلام نے عورت کو کیا حقوق دیئے ہیں، اور اس پر کون سی اخلاقی وتمدنی پابندیاں عائد کی ہیں جن کی بنا پر وہ معاشرے میں معزز رہتے ہوئے اپنی عزت وناموس کی حفاظت کر سکتی ہو اور نئی نسل کی بہتر سے بہتر تربیت کر سکے۔

عورت چونکہ تمدن انسانی کا مرکز ومحور اور باغ انسانیت کی زینت ہے اس لئے اسلام نے اُس کو باوقار طریقے سے وہ تمام معاشرتی حقوق عطا کئے، جس کی وہ مستحق تھی۔ چنانچہ اُس کو اپنے گھر کی ملکہ قرار دیا۔ دیگر بہت سی قوموں کے برعکس اپنا ذاتی مال وملکیت رکھنے کا حق عطا کیا۔ شوہر سے ناچاقی کی صورت میں خلع کا حق دیا۔ نکاح ثانی کرنے کی اجازت دی۔ وراثت میں اس کو حصہ دلایا۔ اور اس کو بعض قوموں کی طرح نجس وناپاک نہیں بلکہ معاشرے کی قابل احترام ہستی قرار دیا۔

دین اسلام میں عورت کو اتنا اونچا مقام مرتبہ حاصل ہوا ہے جو اسے پہلے کسی ملت میں حاصل نہیں ہوا تھا اور نہ ہی کوئی اور امت اسے پا سکی۔ اور اسی تناظر میں قرآن کریم میں عورتوں کے بارے پوری سورت "سورۃ النساء" نازل ہوئی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالی نے یہ فرماتے ہوئے:

﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ ٱلَّذِى عَلَيْهِنَّ بِٱلْمَعْرُوفِ﴾ (۱۵)

(اور ان (عورتوں) کے لیے بھی ویسے ہی حقوق ہیں جیسے ان پر مردوں کے ہیں)

وہ تمام حقوق بحال کر دیئے جو اقوامِ عالم نے معطل کر دیئے تھے۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾ (۱۶)

(اور ان کے ساتھ اچھے اور احسن طریقہ سے بودوباش اختیار کرو)

اور جب بات وراثت اور ترکہ کی آئی تو اللہ تعالی نے وہاں پر بھی مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کے بارے میں فرمایا:

﴿لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا﴾ (۱۷)

(مردوں کے لئے حصہ ہے اس میں سے جو ماں باپ نے اور قرابت داروں نے چھوڑا، اور عورتوں کے لیے حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑا ماں باپ نے اور قرابتداروں نے، خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ حصہ مقرر کیا ہوا ہے)۔

اور جب ہم ذخیرہ احادیث کی طرف نظر دوڑاتے ہیں تو ہمیں بڑی صراحت کے ساتھ عورتوں کے حقوق کے بارے میں راہنمائی ملتی ہے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

((جَاءَ رَجُلٌ إلى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِي؟ قَالَ: أُمُّكَ. قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أُمُّكَ. قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أُمُّكَ. قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أَبُوكَ)) (۱۸)

(ایک شخص نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ مجھ پر سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیری ماں کا۔ اس نے پوچھا اس کے بعد؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: تیری ماں کا۔ اس شخص نے تیسری بار پوچھا، اس کے بعد؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: "تیری ماں کا۔ جب اس نے چوتھی مرتبہ دریافت کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرے باپ کا۔)

محسن انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پست طبقے کے ساتھ حسن سلوک کرنے پر یہاں تک اُبھارا کہ اس کو ایمان جیسی اعلی ترین شے کا ضروری جزو قرار دے دیا۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

((أَكمَلَ المُؤْمِنِينَ إِيْمَاناً أَحْسَنُهُم خُلُقًا وَخِيَارُكُم خِيَارُكُم لِنَسَائِهِمْ خُلُقا))[۱۹]

(ایمان کے اعتبار سے کامل ترین شخص وہ ہے جس کے اخلاق سب سے زیادہ اچھے ہوں۔ اور تم میں سب سے بہتر لوگ وہ ہیں جو اپنی عورتوں کے ساتھ بہتر سلوک کرنے والے ہوں۔)

اسلام کی نظر میں عورت نجس وناپاک یا پیروں تلے روندی جانے والی ہستی نہیں بلکہ دنیا کی سب سے زیادہ قیمتی اور گراں مایہ شے ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

((الدُنیاَ کُلُّها متاعٌ، وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنياَ المَرْأَةَ الصّالِحة))[۲۰]

(دنیا کُل کی کُل ایک اثاثہ ہے۔ اور اس کا بہترین اثاثہ نیک سیرت بیوی ہے)۔

اسلام کی نظر میں اہل وعیال پر خرچ کرنا بھی عبادت اور جہاد کے برابر ہے۔ حتیٰ کہ بیوی کے مُنہ میں لقمہ دینے کا بھی اجر وثواب دیا جائے گا۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے۔

((إنك لنْ تُنفِقُ نَفَقَةً تبْتَغِي بهاَ وَجهَ اللهِ إلا أُجِرتَ علَيهاَ فِي ما تَجْعَلُ فِي فَمِ امرأَتِك))[۲۱]

(تم اللہ کی رضا مندی حاصل کرنے کی خاطر جو بھی خرچ کروگے اس کا اجر وثواب دیا جائے گا، یہاں تک کہ جو لقمہ تم اپنی بیوی کے مُنہ میں ڈالوگے اُس پر بھی اجر کے مستحق ٹھہروگے۔)

اسلام میں کسی بالغ لڑکی کا نکاح اس کی مرضی کے بغیر نہیں کیا جاسکتا۔ حتیٰ کہ باپ تک کو اپنی بالغ لڑکی کا نکاح زبردستی کسی کے ساتھ کر دینے کا اختیار نہیں ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے۔

((إِذَازَوَّجَ ابنَتَهُ وَهِيَ كَارِهَةٌ فَنِكَاحُهُ مَرِدُوْدٌ))[۲۲]۔

(جب باپ اپنی بیٹی کا نکاح کسی سے اس کی مرضی کے خلاف کر دے تو اس کا نکاح مردود ہے۔)

اسلام نے عورت کا مرتبہ یہاں تک بڑھادیا کہ اپنی بیوی کے حقوق ادا کرنا خُدا کے حقوق کو ادا کرنے کے برابر قرار دے دیا۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے۔

((إنَّ لِرَبِّكَ عليْكَ حقًّا، وَلِنَفْسِكَ عليْكَ حقًّا، وَ لِأَهلِكَ عَلَيْكَ حقًّا، فأعطِ كُلَّ ذِيْ حقٍّ حقَّهُ)) (۲۳)

(یقیناً تجھ پر تیرے رب کا بھی حق ہے، تیرے نفس کا بھی حق ہے، اور تیرے اہل خانہ کا بھی حق ہے۔ لہذا تو ہر ایک حقدار کا حق (پوری طرح) ادا کر۔)

ایک اور جگہ حدیث میں آتا ہے:

((خَيْرُكُم خَيْرُكُم لِأَهْلِه وَأَنَا خَيْرُكُم لِأَهْلِي)) (۲۴)

(تم میں سے بہتر اور اچھا وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے اچھا ہے، اور میں تم میں سے اپنے گھر والوں کے لیے سب سے بہتر ہوں۔)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"وَاللَّهِ إِنْ كُنَّا فِي الجَاهِلِيَّةِ مَا نَعُدُّ لِلنِّسَاءِ أَمْرًا، حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِنَّ مَا أَنْزَلَ، وَقَسَمَ لَهُنَّ مَا قَسَمَ " (۲۵)

(بخدا ہم دور جاہلیت میں عورتوں کو کوئی حیثیت ہی نہیں دیتے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں اپنی ہدایات نازل کیں اور ان کے لیے جو کچھ حصہ مقرر کرنا تھا مقرر کیا۔)

اسلام کی نظر میں عورت کے حقوق کی پاسداری

اسلام نے عورت کو بہت سارے حقوق دیئے ہیں جن میں سے چند حقوق درج ذیل ہے:

۱) روحانی حقوق

۲) معاشی حقوق

۳) تعلیمی حقوق

۴) قانونی حقوق

۱) عورت کے روحانی حقوق

جہاں تک روحانی حقوق کا تعلق ہے، تو اسلام نے اس حوالے سے عورت اور مرد میں کوئی تفریق نہیں کیا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱتَّقُواْ رَبَّكُمُ ٱلَّذِى خَلَقَكُم مِّن نَّفۡسٖ وَٰحِدَةٖ وَخَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا وَبَثَّ مِنۡهُمَا رِجَالٗا كَثِيرٗا وَنِسَآءٗۚ وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَ ٱلَّذِى تَسَآءَلُونَ بِهِۦ وَٱلۡأَرۡحَامَۚ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ عَلَيۡكُمۡ رَقِيبٗا﴾ (۲۶)

(لوگو! اپنے رب سے ڈرو۔ جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا۔ اور ان دونوں سے بہت سے مرد عورت دنیا میں پھیلا دیئے۔ اس خدا سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنے حق مانگتے ہو۔ اور رشتہ و قرابت کے تعلقات کو بگاڑنے سے پرہیز کرو۔ یقین جانو کہ اللہ تم پر نگرانی کر رہا ہے۔)

ایک اور مقام پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَٱللَّهُ جَعَلَ لَكُم مِّنۡ أَنفُسِكُمۡ أَزۡوَٰجٗا وَجَعَلَ لَكُم مِّنۡ أَزۡوَٰجِكُم بَنِينَ وَحَفَدَةٗ وَرَزَقَكُم مِّنَ ﴾ (۲۷)

(اور وہ اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لیے تمہاری ہم جنس بیویاں بنائیں اور اسی نے ان بیویوں سے تمہیں بیٹے اور پوتے عطا کیے اور اچھی اچھی چیزیں تمہیں کھانے کو دیں۔)

اسی طرح سورۃ النحل میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ مَنۡ عَمِلَ صَٰلِحٗا مِّن ذَكَرٍ أَوۡ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤۡمِنٞ فَلَنُحۡيِيَنَّهُۥ حَيَوٰةٗ طَيِّبَةٗۖ وَلَنَجۡزِيَنَّهُمۡ أَجۡرَهُم بِأَحۡسَنِ مَا كَانُواْ يَعۡمَلُونَ ﴾ (۲۸)

(جو شخص بھی نیک عمل کرے گا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ ہو وہ مومن اسے ہم دنیا میں پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے اور (آخرت میں) ایسے لوگوں کو ان کے اجر ان کے بہترین اعمال کے مطابق بخشیں گے)۔

مندرجہ بالا آیات سے یہ بات واضح طور پر سامنے آجاتی ہے کہ روحانی حوالے سے اسلام مرد اور عورت کی فطرت میں کوئی تفریق نہیں کرتا۔

۲) عورت کے معاشی حقوق

دین اسلام وہ مذہب ہے جس نے آج سے تقریباً ۱۵۰۰ سال پہلے عورت کو معاشی حقوق دیئے۔ ایک مسلمان عورت جائداد خرید سکتی ہے۔ بیچ سکتی ہے، خواہ وہ شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ۔ وہ

بغیر کسی پابندی کے اپنی مرضی سے اپنے مال کے بارے میں وہ تمام فیصلے کر سکتی ہے جو ایک مرد کر سکتا ہے۔

جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے ام ہانی رضی اللہ عنہا کو اجارہ دینے کی اجازت فرمائی:

((قَدْ أَجَرْناَ مَن أجَرْتِ يا أُمِ هاني)) (۲۹)

ڈاکٹر ذاکر نائیک اس بارے میں فرماتے ہیں:

"اسلام نے عورت کو جائداد کی خرید و فروخت کا حق آج سے ۱۵۰۰ سال پہلے دیا تھا، جب کہ برطانیہ میں یہی حق عورت کو ۱۸۷۰ء میں آکر ملا۔" (۳۰)

دینِ اسلام میں جتنا معاشی تحفظ عورت کو حاصل ہے اتنا کسی دوسرے مذہب میں نہیں۔ اسلام تمام تر معاشی ذمہ داریاں خاندان کے مرد پر عائد کرتا ہے۔ اور عورت پر کمانے کی ذمہ داری بالکل عائد نہیں کرتا۔ شادی سے پہلے یہ ذمہ داری اس کے باپ یا بھائیوں پر ہوتی ہے کہ وہ اس کی تمام ضروریات حسبِ استطاعت پوری کریں۔ اور شادی کے بعد یہ ذمہ داری اس کے شوہر کی طرف منتقل ہو جاتی ہے۔ کہ وہ اس کے کھانے پینے، پہننے اور رہنے سہنے کا بندوبست کرے، اور اس کے بعد اسے کے بچوں پر عائد ہو جاتی ہے۔ اور اگر خدانخواستہ ایسے حالات پیدا ہو جائیں کہ عورت کو اپنی روزی خود کمانی پڑے تو اسلام اسے اس سے روکتا بھی نہیں۔

قرآن وحدیث میں کہیں بھی عورت کے کام کرنے پر پابندی عائد نہیں کی گئی۔ اگر وہ کام جائز ہو اور اسلامی حدود کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے کیا جائے۔

اور اسلامی معاشرے میں بہت سے پیشے ایسے ہیں جنہیں عورت اختیار کر سکتی ہے، جیسا کہ میڈیکل کا شعبہ جس میں ماہر خواتین ڈاکٹروں اور نرسوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح تعلیم کے شعبہ میں خواتین اساتذہ کا ہونا ضروری ہے۔ عورت اپنے گھر میں بھی بہت سے کام شروع کر سکتی ہے۔

ڈاکٹر ذاکر نائیک عورت کے کاروبار کے بارے میں کہتے ہیں۔

"اسلام عورت کو کاروبار کی اجازت دیتا ہے۔ لیکن جہاں نامحرموں سے اختلاط کا موقع ہو وہاں اسے کسی محرم مرد، باپ، بھائی، یا شوہر کی مدد حاصل کرنا ہو گی۔" (۳۱)

اس سلسلے ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی مثال ہمارے سامنے ہے وہ اپنے دور میں مکہ کی مالدار کاروباری خواتین میں شمار ہوتی تھیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی جانب کاروباری ذمہ داریاں سرانجام دیتے رہے۔

جیسا کہ اوپر ذکر ہوا کہ عورت کے لیے کمانا ضروری نہیں ہے۔ لیکن اگر وہ کچھ کماتی ہے تو یہ مکمل طور پر اس کی ذاتی ملکیت ہوگی۔ اسے اپنے گھر والوں پر ایک پائی بھی خرچ کرنے کا پابند نہیں کیا گیا۔ وہ اپنی مرضی سے جیسے چاہے خرچ کر سکتی ہے۔

اسلامی اصول یہ ہے کہ بیوی کتنی ہی مال دار کیوں نہ ہو، کمانا اور روٹی، کپڑے، مکان کا بندوبست کرنا شوہر کی ذمہ داری ہے کیونکہ معاشی ذمہ داری اسلام صرف اور صرف مرد کے کاندھوں پر ڈالتا ہے۔ اور شوہر کو اپنی یہ ذمہ داری بہر صورت ادا کرنی ہوتی ہے۔

دین اسلام نے ۱۵۰۰ سال پہلے ہی عورت کو وراثت کا حق دیا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جگہ جگہ پر واضح طور پر بتا دیا گیا ہے کہ عورت بیوی کی حیثیت سے، ماں کی حیثیت سے، بہن اور بیٹی کی حیثیت سے وراثت میں حصہ دار ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کا حصہ قرآن میں مقرر فرما دیا ہے۔ جیسا کہ سورۃ النساء میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ ۚ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا﴾ (۳۲)

(مردوں کے لئے حصہ ہے اس میں سے جو ماں باپ نے اور قرابت داروں نے چھوڑا، اور عورتوں کے لئے حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑا ماں باپ نے اور قرابتداروں نے، خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ حصہ مقرر کیا ہوا ہے۔)

۳) عورت کے معاشرتی حقوق

دین اسلام نے عورت کو معاشرتی حقوق چار حیثیتوں سے دی ہیں۔

۱) عورت کے حقوق بحیثیت والدہ

۲) عورت کے حقوق بحیثیت بیٹی

۳) عورت کے حقوق بحیثیت بہن

۴) عورت کے حقوق بحیثیت بیوی

عورت کے حقوق بحیثیت والدہ :

دین اسلام میں اللہ تعالی کی عبادت کے بعد اہمیت والدین کے احترام کی ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوٓاْ إِلَّآ إِيَّاهُ وَبِٱلْوَٰلِدَيْنِ إِحْسَٰنًا ۚ إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ ٱلْكِبَرَ أَحَدُهُمَآ أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَآ أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا﴾ (۳۳)

(تیرے رب نے حکم فرمادیا کہ اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو، اور ماں باپ سے حسن سلوک کرو، اور ان میں سے ایک یا وہ دونوں تیرے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں نہ کہو اف (بھی) اور انہیں نہ جھڑکو، اور ان سے ادب کے ساتھ بات کہو)۔

اسی طرح سورہ لقمان میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَوَصَّيْنَا ٱلْإِنسَٰنَ بِوَٰلِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُۥ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَٰلُهُۥ فِى عَامَيْنِ أَنِ ٱشْكُرْ لِى وَلِوَٰلِدَيْكَ إِلَىَّ ٱلْمَصِيرُ ﴾ (۳۴)

(اور ہم نے انسان کو تاکید کی اس کے ماں باپ کے بارے میں (حسن سلوک کی) اس کی ماں نے کمزوری پر کمزوری (جھیلتے ہوئے) اسے پیٹ میں رکھا، اور دو سال میں اس کا دودھ چھڑایا، کہ میرا شکر کرو اور اپنے ماں باپ کا، میری طرف (ہی) لوٹ کر آنا ہے)۔

نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے:

((جَاءَ رَجُلٌ إلى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِي؟ قَالَ: أُمُّكَ. قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أُمُّكَ. قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أُمُّكَ. قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أَبُوكَ))"(۳۵)

(ایک شخص نے رسول اکرم ﷺ سے پوچھا کہ مجھ پر سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیری ماں کا۔ اس نے پوچھا اس کے بعد؟ آپ ﷺ نے پھر

فرمایا: تیری ماں کا۔ اس شخص نے تیسری بار پوچھا، اس کے بعد؟ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ”تیری ماں کا۔ جب اس چوتھی مرتبہ دریافت کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تیرے باپ کا)۔

عورت کے حقوق بحثیت بیٹی

دین اسلام میں بیٹی کو دیے گئے معاشرتی حقوق میں سے سب سے پہلے اسلام نے بیٹی کو جان کی حفاظت فراہم کی اور بیٹیوں کو قتل کرنے کی قبیح روایت کا خاتمہ کیا، جیسا کہ سورۃ التکویر میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿وَإِذَا ٱلْمَوْءُۥدَةُ سُئِلَتْ ۝٨ بِأَيِّ ذَنۢبٍ قُتِلَتْ﴾ (۳۶)

(اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا، کہ وہ کس قصور میں ماری گئی۔)

سورۃ بنی اسرائیل میں ارشاد ربانی ہے:

﴿وَلَا تَقْتُلُوٓا۟ أَوْلَٰدَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَٰقٍ ۖ نَّحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ ۚ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْـًٔا كَبِيرًا﴾ (۳۷)

(اپنی اولاد کو افلاس کے اندیشے سے قتل نہ کرو۔ ہم انھیں بھی رزق دیں گے اور تم کو بھی۔)

دین اسلام بیٹی کی تعلیم و تربیت اچھے طریقے سے کرنے کا بھی حکم دیتا ہے۔ ایک حدیث نبوی ہے، جس میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ آپ ﷺ نے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتَّى تَبْلُغَا، جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَا وَهُوَ وَضَمَّ أَصَابِعَهُ)) (۳۸)

(جو شخص اپنی دو بیٹیوں کی خوش اسلوبی سے پرورش کرتا ہے، وہ قیامت کے دن اس طرح میرے ساتھ ہوگا۔ آپ ﷺ نے اپنی دو انگلیاں اکٹھی کر کے دکھایا۔)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

((دَخَلَتِ امْرَأَةٌ مَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا تَسْأَلُ، فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِي شَيْئًا غَيْرَ تَمْرَةٍ، فَأَعْطَيْتُهَا إِيَّاهَا، فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا، وَلَمْ تَأْكُلْ مِنْهَا، ثُمَّ قَامَتْ، فَخَرَجَتْ، فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا، فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: مَنِ ابْتُلِيَ مِنْ هَذِهِ البَنَاتِ بِشَيْءٍ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ)) (۳۹)

(میرے پاس ایک عورت آئی اور اس کے ساتھ دو بیٹیاں تھیں وہ مجھ سے سوال کر رہی تھی، میرے پاس سوائے ایک کھجور کے کچھ نہ ملا تو میں نے اسے وہی ایک کھجور دے دی اور اس

نے وہ ایک کھجور دو حصوں میں تقسیم کر کے دونوں کو دے اور چلی گئی۔ پھر نبی کریم ﷺ آئے تو میں نے انہیں سارا واقعہ سنایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "جسے یہ بیٹیاں دی گئی ہوں اور وہ ان کی اچھی تربیت کرے تو وہ اس کے لیے جہنم کی آگ سے بچاؤ کا باعث ہوں گی)۔

عورت کے حقوق بحیثیت بہن

اسی طرح اسلام نے عورت کو بحیثیت بہن بھی نہایت محترم قرار دیا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿ وَٱلْمُؤْمِنُونَ وَٱلْمُؤْمِنَٰتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ﴾ (۴۰)

(مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں یہ سب ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔)

ڈاکٹر ذاکر نائیک اس آیت کے تشریح میں کہتے ہیں: "لفظ اولیاء کے معنی یہاں رفیق اور مددگار ہیں۔ باالفاظ دیگر مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں آپس میں بہن بھائی ہیں، اگر ان کے درمیان کوئی اور رشتہ نہ ہو تو۔" (۴۱)

عورت کے حقوق بحیثیت بیوی

دین اسلام نے شادی کے بعد بیوی کے سارے معاشی ذمہ داری شوہر پر ڈالی ہے، اور اس بارے میں کافی بات ہو چکی ہے۔ بحیثیت بیوی کے حقوق کا اندازا اس آیت سے لگا سکتے ہیں:

﴿ وَعَاشِرُوهُنَّ بِٱلْمَعْرُوفِ ۚ فَإِن كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰٓ أَن تَكْرَهُوا۟ شَيْـًٔا وَيَجْعَلَ ٱللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا ﴾ (۴۲)

(اور ان کے ساتھ معروف طریقے سے زندگی بسر کرو۔ اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں تو ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں پسند نہ ہو مگر اللہ نے اسی میں بہت کچھ بھلائی رکھ دی ہو)۔

گویا حکم قرآنی کے مطابق اگر آپ کو اپنی بیوی ناپسند ہو پھر بھی آپ کو اس کے ساتھ خوش اخلاقی ہی سے پیش آنا چاہیے۔ اور برابری کی سطح پر ہی رہنا چاہیے۔

عورت کے تعلیمی حقوق

دین اسلام نے آج سے پندرہ سو سال پہلے عورت کو تعلیم کا حق دیا، جب عورت کو کسی بھی قسم

کے حقوق حاصل نہیں تھے۔ ہمیں دور صحابہ میں متعدد عالمہ خواتین کی مثالیں نظر آتی ہیں۔ سب سے اہم مثال تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ہے۔

ڈاکٹر ذاکر نائیک عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"میں نے تفسیر قرآن، فرائض، حلال و حرام، ادب و شعر اور تاریخ عرب کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کی کوئی عالم نہیں دیکھا۔" [۴۳]

اسی طرح ایک اور مثال اُم المؤمنین حضرت ام سلمی رضی اللہ عنہا کی ہے۔ آپ کے بارے ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے۔ "کہ بتیس لوگوں نے آپ سے تعلیم حاصل کی" [۴۴]

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی پوتی سعیدہ نفیسہ رحمۃ اللہ علیہا کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ سے تعلیم حاصل کی۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ وہ عالم ہیں جنہوں نے فقہ اسلام کے چار بڑے مکاتبِ فکر میں سے ایک کا آغاز کیا [۴۵]۔

اسی طرح کی بے شمار مثالیں موجود ہیں، اور اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ اسلام ہر عورت کو تعلیم حاصل کرنے کا حق دیتا ہے۔

عورت کے قانونی حقوق

دین اسلام نے مرد اور عورت کو برابر قانونی حقوق دیئے ہے، مثال کے طور پر اگر کوئی مرد کسی عورت کو قتل کر دے تو اسے بھی سزائے موت ہی دی جائے گی۔ یعنی اسے بھی قصاص میں قتل کیا جائے گا جیسے مرد کے قاتل کو سزائے موت ملتی ہے۔ اور اگر کوئی عورت قتل کی مرتکب ہوتی ہے تو اس کے لیے بھی وہی سزا ہے۔

قول ربانی ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ كُتِبَ عَلَيْكُمُ ٱلْقِصَاصُ فِى ٱلْقَتْلَى ۖ ٱلْحُرُّ بِٱلْحُرِّ وَٱلْعَبْدُ بِٱلْعَبْدِ وَٱلْأُنثَىٰ بِٱلْأُنثَىٰ ﴾ [۴۶]

(اے ایمان والو! تم پر فرض کیا گیا قصاص مقتولوں (کے بارہ) میں آزاد کے بدلے آزاد، اور غلام کے بدلے غلام، اور عورت کے بدلے عورت۔)

اسلامی قانون میں جسمانی نقصان پہنچانے کی سزا بلا تفریق جنس ایک ہی ہے اور اس سلسلے میں مرد اور عورت میں کوئی تفریق نہیں کی جاتی۔ اسلامی قانون قصاص کا جائزہ لیا جائے تو یہ امر بھی سامنے آتا ہے کہ اگر کسی مقتول کی وارث عورت ہو تو اسے وہی حقوق حاصل ہیں جو کسی مرد وارث کو حاصل ہوتے ہیں۔ وہ اگر چاہے تو قصاص لے سکتی ہے چاہے تو "دیت" حاصل کر سکتی ہے۔ اسے سلسلے میں مکمل آزادی حاصل ہے۔

اسلام نے عورت کو گواہی حق دیا ہے اور یہ حق اسلام نے عورت کو پندرہ سو سال پہلے دیا تھا۔ جبکہ یہودی بیسویں صدی میں غور و فکر کر رہے تھے۔ کہ عورت کو گواہی دینے کا حق ہونا چاہیے یا نہیں؟

حاصل بحث:

عورت چونکہ تمدن انسانی کا مرکز و محور اور باغ انسانیت کی زینت ہے۔ اور تاریخ پر نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام سے پہلے اور اسلام کے بعد غیر مسلم دنیا میں عورت کو وہ حیثیت نہیں دی گئی جس کی وہ حقدار تھی۔ جب اسلام کا ظہور ہوا تو اسلام نے عورت کو باوقار طریقے سے معاشرتی، معاشی، تعلیمی، قانونی اور دیگر تمام حقوق عطا کئے۔ اسلام نے دوسرے مذاہب کے برعکس عورت کو اپنے گھر کی ملکہ قرار دیا۔ اسلام نے عورت کو ماں، بیوی، بہن، بیٹی جیسے مقدس رشتوں عطاء کرنے کے بعد ہر حیثیت سے اس کے لیے حقوق وضع فرمائے۔

اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے عورت کو شوہر سے ناچاقی کی صورت میں نہ صرف خلع کا حق دیا بلکہ نکاحِ ثانی کرنے کی اجازت بھی دی۔ اسلام نے عورت کو وراثت میں اس کو نہ صرف حصہ دلایا، بلکہ اپنا ذاتی مال وملکیت رکھنے کا حق بھی عطا کیا۔ اسی طرح اسے مختلف معاملات میں خرید و فروخت اور صلح وکالت، اور عاریت وامانت وودیعت جیسے حقوق عطا کیے ہیں۔

غرض یہ کہ اسلام نے ﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ ٱلَّذِى عَلَيْهِنَّ بِٱلْمَعْرُوفِ﴾ کہہ کر اس کے وہ تمام حقوق بحال کر دئے جو اقوامِ عالم نے معطل کر دئے تھے۔ یعنی دستور کے مطابق عورتوں پر جس طرح کی ذمہ داریاں ہیں اسی طرح ان کے حقوق بھی ہیں۔ یہ نہیں کہ اُن کے ذمے محض فرائض ہی فرائض ہوں اور ان کا کوئی بنیادی حق ہی نہ ہو۔

اس لیے بحیثیت مسلمان ہمیں عورتوں کیساتھ اچھابرتاؤ کا سلوک کرنا چاہئے۔اور وہ تمام حقوق دینے چاہیں ۔جو اسلام نے ۱۵۰۰ سال پہلے عطا کیے تھے۔ورنہ ہم نہ صرف اللہ تعالی کے ہاں جوابدہ ہونگے بلکہ دنیامیں بھی اسلام کانام مسخ ہو گا۔

حواشی وحوالہ جات

۱) سید جلال الدین انصر عمری، عورت اور اسلامی معاشرہ، اسلامک پبلیکیشنز (پرائیوٹ) لمیٹڈ، ص:۱۷

۲) W.E.Lecky, History of European Morasl, Newyork, 1869, P. 295
عورت اور اسلامی معاشرہ، ص:۱۸

۳) سورۃ النحل:۵۷-۵۸

۴) البخاری، صحیح البخاری، دار المعرفہ، بیروت، ۱۹۸۹، کتاب الطلاق، حدیث نمبر:۴۹۱۳، ص:۱۵۶

۵) فخر الدین رازی، تفسیر کبیر، دار الفکر بیروت،، طھران، ص:۷/۴۳۵

۶) ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر، دار المعرفہ، بیروت، ص:۷/ ۴۷۷

۷) علامہ ابو بکر الجصاص، احکام القرآن، دار الاحیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۰۵، ص:۳/ ۶۳

۸) تفسیر ابن کثیر، ص:۱/ ۴۵۸

۹) عورت اور اسلامی معاشرہ، ص:۲۴

۱۰) ایضاً، ص:۲۵

۱۱) ایضاً، ص:۲۸

۱۲) ڈاکٹر عبد اللہ بن صالح السحیم، الاسلام اصولہ ومبادئہ، دار المعرفہ، بیروت، ص:۳۹

۱۳) منو سمرتی او شرع منو، احسان حقی، مؤسسۃ الرسالۃ للطباعۃ والنشر والتوزیع ۱۹۸۸، ص:۵/ ۱۴۷

۱۴) ایضاً، ص:۵/ ۱۵۵

۱۵) سورۃ البقرۃ:۲۲۸

۱۶) سورۃ النساء: ۱۹

۱۷) سورۃ النساء : ۷

۱۸) البخاری، صحیح البخاری، کتاب الآداب، دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ، حدیث نمبر: ۵۹۷۱، ص:۸/۲

۱۹) ترمذی، سنن ترمذی، باب حق المرأۃ علی زوجھا، دار احیاء التراث العربی، بیروت، حدیث نمبر: ۱۱۶۲، ص:۳/۴۶۶

۲۰) امام احمد بن حنبل، مسند احمد، مؤسسۃ الرسالہ، ۱۹۹۹، حدیث نمبر:۶۵۶۷، ص ۱۱/ ۱۲۷

۲۱) صحیح البخاری، باب ماجاء ان الاعمال بالنیۃ، حدیث نمبر: ۵۶، ص:۱/۲۰

۲۲) ایضاً، کتاب النکاح، ص:۷/۱۸

۲۳) ایضاً، کتاب الأدب، حدیث نمبر:۱۹۶۸، ص:۳/۳۸

۲۴) سنن ترمذی، حدیث نمبر: ۳۸۹۵، ص:۵/۷۰۹

۲۵) صحیح مسلم، دار احیاء التراث العربی، بیروت، کتاب الطلاق، حدیث نمبر: ۱۴۷۹، ص:۲/۱۱۰۸

۲۶) سورۃالنساء:۱

۲۷) سورۃالنحل:۷۲

۲۸) سورۃا لنحل۹۷

۲۹) صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، حدیث نمبر:۳۵۷، ص:۱/۸۰

۳۰) ڈاکٹر ذاکر نائیک، اسلام میں خواتین کے حقوق، دار النوادر، لاہور، ۲۰۰۶، ص:۲۵

۳۱) اسلام میں خواتین کے حقوق، ص:۲۶

۳۲) سورۃالنساء:۷

۳۳) سورۃالاسراء:۲۳

۳۴) سورہ لقمان: ۱۴

۳۵) صحیح البخاری، کتاب الآداب، دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ، حدیث نمبر: ۵۹۷۱، ص:۸/۲

۳۶) سورہ التکویر:۸-۹

۳۷) سورۃالاسراء:۳۱

۳۸) صحیح مسلم، کتاب البر والصدقۃ والآداب، حدیث نمبر: ۲۶۳۱ ، ص:۴/۲۰۲۷

۳۹) صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، حدیث نمبر ۱۴۱۸، ص:۲/۱۱۰

۴۰) سورۃتوبہ:۷۱

۴۱) اسلام میں خواتین کے حقوق، ص:۴۱

۴۲) سورۃالنساء:۱۹

۴۳) اسلام میں خواتین کے حقوق، ص:۴۴

۴۴) ایضاً، ص:۴۴

۴۵) ایضاً، ص:۴۴

۴۶) سورۃالبقرۃ:۱۷۸

* * * * * * * * * * * * * * * * * * * *